جناب

نذرِ اقبالؒ

قوم کو تُو نے دیئے لبریز جامِ زندگی — ہو گئے سیراب لاکھوں تشنہ کامِ زندگی
جوش نے تیرے بدل ڈالا نظامِ زندگی — غرق کر دی صبح کے جلووں میں شامِ زندگی
کشتیٔ دل کو سدا سیلاب پر کھیلتا رہا
سست رفتاروں کو پیغامِ عمل دیتا رہا

قوم کی کایا پلٹ دی شعر کے اعجاز سے — ہو گئے کمزور واقف لذتِ پرواز سے
صدق کے دریا بہا ڈالے جنوں کے ساز سے — خرمنِ باطل جلایا شعلۂ آواز سے
داغِ محکومی کو آبِ اشک سے دھوتا رہا
ملک و ملت کی تباہی پر سدا روتا رہا

دُور کی تو نے دلوں سے گردِ وہمِ کمتری — رد کیا تیری کرامت نے طلسمِ سامری
بے حقیقت ہو گئی الفاظ کی جادوگری — بن گیا آئینہ جذباتِ فنِ شاعری
موت کی وادی میں بادِ زندگی چلنے لگی
یاس کی محفل میں پھر شمعِ یقیں جلنے لگی

فرقِ باطل کے لیے تو تیغِ بے زنہار تھا — مردِ کامل، صاحبِ دل، واقفِ اسرار تھا
تا دمِ آخر مئے توحید سے سرشار تھا — بہرِ حق سارے جہاں سے برسرِ پیکار تھا
تھے ترے سب کام مولیٰ کی رضا کے واسطے
دوستی اور دشمنی دونوں خدا کے واسطے

تیری آنکھوں میں بسا تھا روئے احمدؐ کا جمال — ہیچ تھا تیری نظر میں بادشاہوں کا جلال
تیری شمشیرِ زباں تھی قاطعِ دستِ سوال — تیرا مسلک فقرِ حیدرؓ، عشقِ سلمانؓ و بلالؓ
شمعِ ایماں سے زمانے میں اُجالا کر دیا
عشق کا تُو نے جہاں میں بول بالا کر دیا

نعمتِ دیدار سے عاشق کا دل بھرتا نہیں — جان دینے میں وہ ہرگز پیش و پس کرتا نہیں
ڈرتے ہیں بے دین، مومن موت سے ڈرتا نہیں — زندۂ جاوید رہتا ہے کبھی مرتا نہیں
مرتے مرتے فاش کر جاتا ہے رازِ زندگی
موت کے دامن پہ پڑھتا ہے نمازِ زندگی